شیخ عبدالرحیم روزی
ایم اے پنجاب وفاضل مدینہ یونیورسٹی

سوانح علماء اہلحدیث

مولانا عبدالرحیم بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ

کسی بھی قوم میں کچھ ایسی شخصیات ضرور گزری ہوئی ہوتی ہیں جن کا اس قوم پر تعلیم و تربیت' ثقافت' آزادی ترقی یا فکری انقلاب یعنی کسی نہ کسی پہلو میں کوئی نہ کوئی نعمت و احسان کارفرما ہوتا ہے۔ یہ اسلاف اپنے نئے نسل کے لئے شاھراہ ترقی پر گامزن ہونے کے لئے سنہرے اصول مہیا کرتے ہیں۔ یہ قوم ان مثالی ہستیوں زندگی کے مختلف گوشوں کا مطالعہ کرکے اپنی ترقی کی منزلیں طے کرلیتی ہے۔

جمعیت اہلحدیث بلتستان میں بھی ایسی عظیم شخصیات کی کمی نہیں رہی جن کے تابناک و درخشندہ حالات و واقعات سے اب تلک نقاب نہیں اٹھایا گیا۔ اب جمعیت نے ہی صحافتی و ادبی میدان میں انگڑائی لینے کا فیصلہ کرکے ان نفوس قدسیہ کے انمٹ و انمول واقعات سے پردہ اٹھانے کا زریں موقع دیا ہے۔ انشاء اللہ حسب ترتیب زمانی ان اسلاف کے حالات زندگی نذر قارئین جاتے رہیں گے۔

نام ونسب:۔

مولانا عبدالرحیم بن عبدالعزیز بن موسیٰ رحمہ اللہ غواڑی کے معروف خاندان گربا سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ محلّہ گربی کھور میں پیدا ہوئے۔

ضروری تنبیہہ:۔

مورخ بلتستان الحاج خلیل الرحمٰن رحمہ اللہ نے اپنی غیر مطبوعہ کتاب "تذکرہ علماء و صوفیاء بلتستان" میں مولانا عبدالرحیم ؒ کے تذکرے میں عبدالعزیز ؒ کی اولاد میں سے عبدالکریم ؒ کے بجائے اس کے فرزند حسن ؒ کو عبدالعزیز کا بیٹا قرار دیا ہے۔ یہ موصوف ؒ کا سہو قلم ہے۔ اس خاندان کے

ایک بزرگ بابا حاجی شیر خان صاحب نے بھی عبدالکریم کا ذکر کیا۔ اس کے علاوہ راقم السطور کے والد الحاج روزی حفظہ اللہ نے بھی عبدالکریم تحریر کروایا ہے۔ مولانا عبدالرحیمؒ اپنے بھائیوں میں سے سب سے چھوٹے تھے۔ موصوف کے ایک بھائی عبدالحلیمؒ خوش نویش اور راجہ کریس کا دربان اور میر منشی تھا۔ بابا حاجی شیر خان کے بیان کے مطابق ان صاحب کا اپنے ہاتھوں سے لکھا ہوا قرآن مجید کا ایک قلمی نسخہ شیخ عبدالملک کے پاس محفوظ ہے۔

تحصیل علم

آپ نے ابتدائی تعلیم مولانا محمد حسین عرف بابا پشاوری سے حاصل کی۔ پھر بلبل بلتستان، مصنف کتب کثیرہ، نامور شاعر اخوند سلطان علیؒ کے حلقہ درس میں حاضری دی۔ ان ایام میں علم حاصل کرنے کا شوق اتنا موجزن ہوا تھا کہ آپ اپنے استاذ گرامی قدر کے زمینداری کے کام سرانجام دیتے ہوئے بھی چھپ چھپ کے اسباق پس دیوار سن لیتے اور یاد کر لیتے تھے۔

لیکن مولانا عبدالرحیم زیادہ عرصہ تک یہاں نہ ٹھہرے، بلکہ اپنے مشفق و مہربان استاد کے مشورے پر ہندوستان کی طرف جانے کا پختہ ارادہ ٹھان لیا۔ جہاں پر دہلی میں شیخ الکل سید نذیر حسین دھلوی رحمہ اللہ 1320ھ مطابق 1902ء کے حلقہ درس کی شہرت کا غلغلہ تھا۔ اور کتاب و سنت کے چشمہ فیض سے تشنگان علم اپنی تشنگی بجھا رہے تھے۔

اس وقت آپ کے والد کا سایہ عاطفت سر سے اٹھ چکا تھا۔ اور برادر اکبر عبدالحلیم کی سرپرستی آپ پر سایہ فگن تھی آپ نے بڑی الحاح وزاری کے ساتھ انہیں ہندوستان بھیجنے کا قائل کر لیا تھا۔ بھائی صاحب اس لئے پس و پیش کرتے رہے تھے کہ موسم عین سرما کا تھا۔ اس موسم میں بلتستان جیسے پہاڑی علاقوں میں گھروں میں رہنا بھی دوبھر ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ کہ کوئی پہاڑی راستوں سے سفر کرے۔ اور راستہ بھی نہایت خطرناک جان لیوا تھا۔ لیکن جب علم کا جنون سوار ہوتا ہے تو کونسی طاقت روک سکتی ہے۔ آپ مورخہ 10 دسمبر کو اپنا آبائی علاقہ چھوڑ کر دیار غیر میں جا رہے تھے۔ سردی اپنی جولانی پر تھی مگر یہ مرد قلندر اللہ کی نصرت و تائید پر مکمل یقین رکھتے ہوئے براستہ دیوسائی کشمیر پہنچ جاتا ہے۔ جہاں علاقہ بلتستان کے سینکڑوں جفاکش، مزدور کسب حلال کی غرض سے مصروف عمل ہیں ان سے ملاقات کرنے کے بعد بغداد وقت دہلی کی طرف کشاں کشاں چلے گئے۔ یہاں پر مولانا غلام محمد بلغاری و دیگر فرزندان بلتستان زیر تعلیم تھے۔

دوسری طرف آپ کے بھائی عبدالحلیم کی حالت دیدنی تھی' کیونکہ آپ کو گھر سے نکل کے دو ماہ بیت چکے تھے' ھنوز آپ کی طرف سے کوئی خبرنامہ نہیں پہنچا ہے۔ اور سفرایک جان لیوا ہنگام میں کیا ہے۔ نہ معلوم کہیں راستے میں کسی جنگلی درندے کی بھینٹ نہ چڑھ گئے ہوں' ہولناک سردی کی لہروں نے اپنی لپیٹ میں نہ لیا ہو۔ ہزاروں وسوسے' خدشات' تلاطم خیز موجوں کی طرح دل میں مدوجزر پیدا کر رہی تھیں۔ اتنے میں اس ڈوبتے دل کے لئے سہارا مل گیا کہ آپ کی طرف سے خیریت نامہ موصول ہوا۔ اور اپنی حدوں کو چھونے والی یاسیت و قنوطیت کا دیو ختم ہوا۔

جامعہ دارالعلوم کے قدیم واقعات اور حالات کے سربستہ ہائے راز استاذی و مرشدی شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید ندوی' کے بیان کے مطابق مولانا عبدالرحیم ؒ کی عمر اسوقت 40 سال کے لگ بھگ تھی۔ اور آپ کے سر میں سفید ریش ظاہر ہو رہے تھے۔ اور بڑا بیٹا غلام حسین تولد ہو چکے تھے۔ لیکن علم کے لئے عمر و سال کی قید کہاں؟ بس گھوارے سے لیکر شہر خموشاں جانے تک پڑھتے رہنا چاہئے۔ سلف صالحین میں سے کتنے ایسے لوگ بھی ہیں جو آدھی عمر گزر جانے کے بعد ہی علوم کی طرف راغب ہوئے۔

مولانا عبدالرحیم ؒ نے مدرسہ نذیریہ میں داخلہ لے لیا۔ لیکن جلد ہی سید نذیر حسین ؒ کے شاگرد خلف الرشید محدث پنجاب حافظ عبدالمنان متوفی 1334ھ کے مدرسہ دارالحدیث میں داخلہ لینے کے لئے وزیر آباد راہی ہوئے۔ اور یہیں سے 1305ھ میں صحاح ستہ و تفسیر' دیگر علوم و فنون میں مہارت پیدا کی ۔ اس کے علاوہ دوسرے جگہوں سے بھی پڑھا اور خداداد قابلیت پیدا کی۔ محدث پنجاب کے مدرسہ میرٹھ اور دیگر مدارس سے استفادہ کرنے کے بعد آبائی سرزمین تبت خورد (بلتستان) کی طرف واپس آئے۔ اس سے قبل آپ نے دوران تعلیم علوم دینیہ کے اساسی ماخذ و مراجع مستند تفاسیر و صحیح بخاری' صحیح مسلم سنن و مسانید دیگر کتب روانہ کی تھیں۔ اور خود اپنے ساتھ بھی ضخیم کتابیں لیکر آئے۔ جن میں جملہ قواعد عربیہ' و علوم آلیہ' منطق' و ہندسہ کی کتابیں شامل ہیں۔ یہ کتابیں آج بھی جامعہ دارالعلوم بلتستان کی لائبریری کی زینت ہیں۔

دعوت و تبلیغ اور ایذا رسانی کا آغاز:

آپ کے ورود بلتستان کے ایام میں یہ علاقہ مختلف رسومات' اور رواجوں میں غلطاں و پیچاں تھا۔ آپ نے خالص کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دعوت کی صدا بلند

کی جس سے آس پاس کے محلوں میں بہت سے لوگوں نے گم گشتہ جادہ حق کو پھر سے حاصل کرلیا۔ یہیں سے صنادید وقت، راجگان علاقہ، روساء غواڑی، کی طرف سے طویل سلسلہ جنبائی کا دورانیہ شروع ہوا اور یہ سب آپ اور آپ کی لائی ہوئی دعوت توحید کے جگمگاتے چراغ کو گل کرنے پر کمر بستہ ہوگئے۔ چنانچہ ان روساء نے ان گنت جھوٹے الزامات اور من گھڑت کہانیاں گھڑ کر حکومت وقت کے دربار میں گوناگوں چغلیاں کرنا شروع کردیں۔ نیز اس تحریک کو خلاف قانون قرار دیکر آپ کو جلا وطن کروانے کی مذموم کوشش کی۔ اور منصوبے بنائے لیکن جس کے ساتھ اللہ تعالٰی کی تائید و نصرت ہو، کون اس کا بال بیکا کرسکتا ہے۔

حفاظت جس سفینہ کی انہیں منظور ہوتی ہے
کنارے تک اسے خود لاکے طوفان چھوڑ جاتے ہیں

یہی کچھ مولاناؒ کے ساتھ پیش آئے تھے۔ جس سے آپؒ سونے کے کندن کی طرح بھٹی سے نکلے۔ ان آزمائشوں میں آپ سے خرق عادت کرامات بھی ظہور میں آئے۔ چنانچہ درج ذیل واقعہ سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکیں گے۔

ظہور کرامت

مخالفین نے تھانہ سکردو کو آپ کے خلاف بھڑکا دیئے۔ اُسے آپ کو گرفتار کرکے "کرگل" تک پہنچا دیا۔ وہاں سے آپ کو پا بجولاں کرکے کشمیر پہنچانا چاہتا تھا تاکہ کہیں راہ میں فرار اختیار نہ کرلیں۔ لیکن اللہ تعالٰی کا کرشمہ دیکھئے آپ کے ہاتھوں پر ہتھکڑی کی چابی کسی صورت میں نہیں لگ رہی تھی۔ مگر جب یہی چابی دوسرے ملزم قیدیوں کو لگایا جاتا تو ٹھیک طرح سے لگ جاتی تھانیدار اس کرامت پر انگشت بدندان رہ گیا اور عش عش کر اٹھا۔ اور آپ سے باادب ہو کر استفسار کرنے لگا کہ یہ تمام سفید پوش آپ کے خلاف صف آراء کیوں ہوگئے ہیں؟ آپ نے جواب دیتے ہوئے تمام سرگزشت سے افسر کو مطلع کیا تو اس نے فوراً جلا وطنی کا حکم منسوخ کرکے نہ صرف آپ کو باعزت طریقے سے رہا کردیا بلکہ آپ کی درخواست پر موضع غواڑی میں اہلحدیث کے لئے الگ نمبردار کی تقرری کا حکم نامہ بھی جاری کردیا۔ ان ادوار میں حکومت ڈوگرہ جموں و کشمیر کی طرف سے بلتستان میں صرف ایک تھانہ سکردو میں قائم تھا۔ اور اس وقت شمالی علاقہ جات میں تحریک آزادی نے انگڑائی نہیں لی تھی۔ بعد میں 1948ء میں 160 سالہ طویل دور غلامی سے نجات مل گئی۔

جب آپ الگ نمبرداری کا پروانہ لیکر غواڑی میں قدم رنجہ فرمائے ' تو دیکھتے ہی دیکھتے موضع ھذا کے تمام ستم خوردہ مظلومین مسلک سلف اختیار کرتے ہوئے اس نمبرداری میں جوق درجوق داخل ہوئے۔

اس طرح یہ ایذا رسانی آپ کے حق میں نار ابراھیمی کی طرح گل زار بن گئی۔ وگرنہ ان مصائب کا سامنا کرنا جان جوکھوں میں ڈالنے کے مترادف تھا۔ آپ پر کتنے غم و اندوہ کے پہاڑ گرے ہوں گے۔ گویا کہ آپ زبان حال سے کہہ رہے ہوں۔

صبت علی مصائب لو انہا
صبت علی الایام صرن لیا لیا

مجھ پر غم و اندوہ انڈیل دیئے گئے ہیں اگر انہیں روشن دنوں پر انڈیل دیجاتی تو یہ بھی راتیں بن جاتیں۔ لیکن جو کوئی اس قسم کے سخت آزمائشوں میں اللہ ہی کو پکارتا ہے اسے داد رسی مل ہی جاتی ہے۔

مالی سوئ قرعی لبابک حیلہ فلئن رددت فای باب اقرع
یا من خزائن رزقہ فی قول کن امنن فان الخیر عندک اجمع

مولانا عبد الرحیمؒ بطور مجدد:

یوں تو سرزمین بلتستان حضرت امیر کبیر علی ھمدانیؒ سے لیکر آپ کے دور مسعود تک بہت سے بزرگان الٰہی موحد اور عامل بالحدیث گزرے ہیں۔ جن میں بابا محمد حسین پشاوری بابا خلیل مچلوی' اخوند سود علی بلغاری اور مولوی نو قلی غواڑوی وغیرہ مشہور ہیں۔ لیکن مسلک اہلحدیث کو بلحاظ مستقل مسلک علاقہ بلتستان میں موصوف ہی نے متعارف کروایا۔ پھر جوق در جوق فرزندان بلتستان غواڑی' کریس' یگو' بلغار تھلے وغیرہ سے شاہ ولی اللہ کے علوم اخذ کرنے کے لئے ہندوستان کی طرف عازم ہوئے۔ اور اپنے پہلو میں خزانہ علوم و معارف کی پونجی سمٹ کر جائے پیدائش بلتستان واپس آگئے اور بڑی حکمت اور دانائی کے ساتھ دعوت و تبلیغ شروع کیں اس طرح بلتستان میں مسلک حق کی نشرواشاعت کا سہارا مولوی عبد الرحیمؒ کے سر ہے۔

وفات:

آپ موضع غواڑی میں 1332ھ میں اس دار فانی سے دار البقا کی طرف رحلت فرما گئے۔ اور غواڑی کے قبرستان "چوپرسے" میں ابدی نیند سو گئے۔ نیز اسی قبرستان میں مولانا محمد موسیٰ بھی مدفون ہیں۔ خدا رحمت کند

اولاد:

آپ نے اپنے پیچھے تین اولاد نرینہ چھوڑے (1) غلام حسین والد بزرگوار مولانا احمد سعید (2) عبدالقیوم (3) عبدالحی موخر الذکر طلب علم کے لئے مدارس ہندوستان کی طرف گئے تھے۔ وہیں پر اپنی جان جہاں آفرین کے سپرد کیں۔ اس طرح غلام حسین بھی وہیں وفات پاگئے۔ غلام حسین کا بیٹا احمد سعید فارغ دہلی تھا۔ جو چھ سال تک فالج میں مبتلا رہنے کے بعد مورخہ 24 جولائی 1996ء کو خالق حقیقی سے جا ملے۔ اور اس خاندان کا آخری چشم و چراغ بھی گل ہوا۔

نوٹ اس مضمون کی تیاری کے لئے درج ذیل ماخذ سے استفادہ کیا گیا:

(1) تذکرہ علماء و صوفیائے بلتستان (غیر مطبوعہ) ترتیب الحاج خلیل الرحمٰن الباقری

(2) ادوار ستہ (مطبوعہ) ترتیب الحاج خلیل الرحمٰن الباقری

(3) تاریخ الدعوۃ الاسلامیہ فی منطقہ بلتستان تالیف الشیخ محمد شریف بلغاری حفظ اللہ

(4) استاذ محترم عبدالرشید ندوی، بزرگ عبدالملک، حاجی بابا شیر خان و دیگر بزرگان کے انٹرویو وغیرہ